جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

آیا دین سچ اور نکل بھاگا دین جھوٹھ بیشک جھوٹھ ہی نکل بھاگنے والا ہے بنی اسرائیل ع ۹ آیت ۲

شکر خدا کہ این کتاب لاجواب از تصنیف جناب مولانا محمد رکن الدین صاحب مکمل مسمّیٰ

ابطال مذہب عیسائی

مع

۱۲۹۱ ہجری

ثبوت نبوت

مؤلفہ منشی محمد نظیر علی صاحب لکھنوی بفرمائش مؤلف منشی منور خانصاحب مناظر ان اہل کتاب

حکمت جواہرات سے بہتر ہے اور کوئی مرغوب چیز اسکے برابر نہیں ہوسکتی ۔ قول سلیمان ؑ

در مطبع خیر الدہر باہتمام سید محمد رشید زیور طبع پوشید

امر اول

لا اله الا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحیم

گوناگون تحمید اوس خدائے واحد کو لائق ہی جو تثلیث کی تہمت سے منزّہ اور عیوب ترکیب و تجسیم سے مبرّا ہی - اور بوقلمون توصیف اوس خاتم النبیین سید عالم کو زیبا ہی - جسکے مبشر خدائے انبیائے سابقین کو بنایا ہی - بعد سپاس خلاق عالم و نعت جناب رسول اکرم - شائقین حق پسند کو بشارت و معاونین دین اسلام کو اشارت ہو کہ یہ رسالہ موسوم بہ اصول البطلان مذہب عیسائی مصنفہ امام فن مناظرہ اہل کتاب جناب مولانا محمد رکن الدین صاحب مکمل رحمہ اللہ تعالی واسطے دو امر کے طبع ہوتا ہی - ایک یہ کہ کم علم اور ناواقف اہل اسلام اسکے مطالعہ سے اپنے مذہب حق پر قائم رہین - اور پادری صاحبون کے دہوکون سے اپنے حق مین متزلزل نہون - اور اپنے عقائد پر ثابت قدم رہین - دوسرے یہ کہ شاید کوئی عیسائی بھائی اسکے ملاحظہ سے حق و باطل مین تمیز کرکے راہ راست پر آجاوے - واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم - آمین یا رب العالمین

آغاز رسالہ ای میرے پیارے بھائی عیسائیو - غور سے معلوم ہوتا ہی کہ مذہب کے معاملہ مین تین بڑے بھاری اصول ہین جنپر مدار خوبی و زشتی مذاہب اور انحصار نجات کا ہی - اول

ذات وصفات باری تعالی کا پہچاننا دوسرا نجات عقبی کا طریقہ معلوم کرکے اوسکا امیدوار
ہونا تیسرا گناہ اور ثواب کو پہچانکے گناہون سے بچنا اور ثواب کو کرنا - ان تین باتون کے سوا
اور سب امور فروع ہین جس مذہب مین ان تینون امرون کی تنقیح کامل ہے - وہ مذہب بھی
عقلاً اور نقلاً کامل ہے - اور جس مذہب مین ان تین امرون مین کسیطرح کا نقص ہے - وہ مذہب
بھی ناقص ہے - پس اگر کوئی شخص غور سے بلا تعصب و طرفداری عیسائی مذہب مین ان تینون
امرون کی تلاش کرے - تو اوسپر بخوبی واضح ہو جاویگا کہ اوس مذہب مین ان تینون باتون کی
بابت لغو بھرا ہے - اور دین کی بنیاد صرف ہوا پر ہے پہلے امر مین ذات وصفات ربانی
کی بابت ابتدائے پیدائش جہان سے ابتک اہل عقل و نقل اور انبیا اور حکما اسپر متفق ہین
کہ خداوند کریم واحد لاشریک ہے - اور واجب الوجود کی ذات مین دوئی کی گنجائش نہین -
عیسائی مذہب مین برخلاف اسکے تین خدا ٹھیر لئے گئے ہین باپ بیٹا روح القدس - اور
تعجب یہ ہے کہ تینون کو ایک اور ایک کو تین بتلاکے وحدۃ فی التثلیث اور تثلیث فی الوحدۃ
مانتے ہین - یہ امر عقلاً محال اور نقلاً صرف خیال ہے - تسپر تینون خدا کے کام الگ الگ بیان
کرتے ہین باپ کا کام جہان کو پیدا کرنا اور رکھنا بیٹے کا کام انسان کو نجات دینا اور کفارہ ہونا
روح القدس کا کام انسان کے دل کو ایمان کے لیے مستعد کرنا اور بعد ایمان کے اوسپر قائم رکھنا
دانا آدمی جسکو خدا نے عقل دی ہے کسطرح یقین کر سکتا ہے - کہ خدا تین ہوئے بغیر تین کام نکر سکے
اور اپنے آپکا کفارہ دیے سوا بندون کو نجات نہ دے سکے - بھلا جب مسیح کے وجود مین عبودیت
کے ساتھ الوہیت بھی جمع تھی اور تینون خدا ایک ہین تو وہی عبودیت باپ اور روح القدس

میں کیون شامل نہین ۔ اور کیا الوہیت ایسی شی ہی کہ عبودیت کی طرح جسم کی قید مین آسکے یہ بات ہر کوئی سمجھ سکتا ہی ۔ کہ جو شی جسم محدود مین آگئی وہ خود بھی محدود ہوگئی ۔ الوہیت کا محدود اور منحصر ہونا عقل اور نقل سے ثابت نہین ۔ جب مسیح مریم کے پیٹ مین بچہ بنکے رہے اور عام لڑکون کی طرح پیدا ہوئے تو باپ اور روح القدس بھی اوسکے ساتھ پیٹ مین رہے ہون گے اس صورت مین تینون کو باپ اور تینون کو بیٹا کہنا چاہیے ۔ اور اگر باپ اور روح القدس مریم کے پیٹ مین نہین گئے اور پیدا نہین ہوئے ۔ تو وہ دونون الگ ہین تینون کو ایک کہنا فضول ہی ۔ اسیطرح جب مسیح صلیب پر لٹکا تینون لٹکے ہون گے ۔ اور جب تین رات ہاویہ جہنم مین سزا پاتے رہے ۔ تب بھی تینون ہاویہ مین رہے ہون گے جہان سقدر عرصے تک نے خدا رہا ہوگا ۔ انجیل مین لکھا ہی کہ مسیح نماز پڑھتے اور دعا مانگتے تھے ۔ اگر اوسمین الوہیت تھی تو نماز کسکے لیے پڑہتے تھے اور دعا کس سے مانگتے تھے ۔ اپنی عبادت کرنا اور اپنے آپ سے دعا مانگنا عبث ہی ۔ اگر باپ کی عبادت کرتے اور اوس سے دعا مانگتے تھے تو وہی باپ صرف اکیلا خدا ٹہرا مسیح اوسکے بندہ رہے ۔ پھر انجیل مین لکھا ہی کہ جس روز مسیح پکڑے گئے اوسکی پہلی رات پہاڑ پر جاکے دعا مانگتے رہے کہ اے خداوند اگر تو یہ پیالہ مجھسے ہٹا سکے تو ہٹا ورنہ جو تیری مرضی ہی وہ کر ۔ اگر خود خدا یا جزو خدا تھے تو اس دعا کی کیا حاجت تھی ۔ بلکہ اس عبارت سے یہ بھی پایا جاتا ہی کہ اونکو پختہ یقین اپنی موت کا بھی اوسوقت تک نہین تھا ۔ اسیطرح جب صلیب پر لٹکائے گئے تو چلا کے پکارے ایلی ایلی لما سبقتانی یعنی اے میرے خدا تو نے مجکو کسواسطے چھوڑ دیا ۔ اگر خود خدا تھے تو یہ کس سے کہتے تھے ۔ اگر کہا جاوے کہ اوسکی عبودیت متقاضی دعا اور عبادت اور اضطراب

کی ہوئی تھی تو کہا جاویگا کہ الوہیت جو ان سب چیزون سے پاک ہی اوس مین نہین تھی۔
کیونکہ جو امور اوس سے سرزد ہوئے سب انسانیت پر دلالت کرتے ہین - اگر بے باپ پیدا ہونا۔
اور مردون کو زندہ کرنا - اور آسمان پر چڑھ جانا دلیل الوہیت یعنی خدائی کی بنائی جاوے
تو یہ سب باتین دوسرے انسانون مین بھی پائی گئی ہین - آدم بے ماد باپ کے پیدا ہوئے
مردون اور بیمارون کو بہت سے انبیا اور اولیا نے زندہ اور تندرست کیا - آسمان پر ایلیا اور
عزیر بھی چلے گئے - ساری انجیل مین بھی ایسی کوئی عبارت نہین جس سے صاف صاف
اونکی الوہیت یعنی خدائی اور خدا کی ذات مین تثلیث یعنی تین پائی جاوے - انجیل کی ایک آیت
مین لکھا ہی کہ - تین زمین پر اور تین آسمان پر - سو اسکو مفسرین انجیل اور علماء مسیحی نے جعلی
آیت بتلائی ہی اور لکھا ہی کہ یہ آیت پیچھے سے ملائی گئی - یونی ٹیرین ابتک مسیح کو بندہ اور نبی جانتے ہین
روح القدس جو تیسرا اقنوم ہی اوسکے تو عجیب عجیب صفات اور اشکال انجیل مین درج ہین کہین اوسکو
کبوتر کی شکل لکھا ہی کہین آگ کے شعلون کی صورت بنایا ہی کہین جنات اور فرشتون کے
خواص اوسمین لگائے ہین - الوہیت قدیم اور بے تغیر ہی - عبودیت حادث اور متغیر - قدیم اور
حادث کا جمع ہونا محال ہی - مسیح جسم کے سبب سے تغیرات رکھتے تھے پہلے جنین رہے پھر پیدا
ہوئے پھر جوان ہوئے پھر صلیب پر چڑھے پھر بقول وہ جہنم مین تین دن رہے اور قبر مین رہے پھر
آسمان پر چڑھ گئے - خدا کی ذات تغیرات سے پاک ہی - روح القدس کبھی کبوتر بنا کبھی آگ کے
شعلے بنا کبھی آواز بن ہو گیا - خدا تعالی ایسے اشکال اور صور سے بری ہی - خدا کا وجود بھان متی
بازیگر کا تھیلا نہین - کہ کبھی اوس مین سے کبوتر کی شکل بنکر نکل آوے - کبھی آگ کے شعلے

بنجاوین کبھی درخت کھلائی دیوے کبھی آدمی کا بھیس بدلے کبھی تحت الثری مین دوزخ کی سیر کرے کبھی آسمان پر اوڑکے چڑہ جاوے - مذاہب انبیا مین بت پرستون کو اسیواسطے برا کہا گیا ہی - کہ وہ لوگ خدا کی ذات اور صفات مین بتون کو شریک سمجھتے ہین اور اپنی حاجات اور مرادات جنکو خدا کے سوا کوئی پوری نہین کر سکتا چاہتے ہین - اور سجدہ اور عبادت جو خاص خدا کے لیے جائز ہی بتون کے واسطے کرتے ہین - سو بت پتھر اور لکڑی اور سونے اور چاندی کا ہی نہین ہوتا - بلکہ جس انسان کے واسطے خدا کی ذات اور صفات ثابت کیے جاوین - وہ بھی بت ہی - عیسائیون نے بڑا بھاری بت مسیح کو بنایا ہی - رومن کیتھلک جو انبیا اور اولیا کی تصویرون کی تعظیم اور اون کی قبرون کی پرستش کرتے ہین اونکو پروٹسٹنٹ بت پرست کہتے ہین - جسطرح مسلمان پیر پرستون کو مشرک اور بدعتی تصور کرتے ہین - پر جب اونھون نے مسیح کو دوسرا خدا اور روح القدس کو تیسرا خدا ٹھیرایا تو شرک مین کیا باقی رہا - کسینے مُردونکو بت بنایا کسینے زندون کو کسینے تصویر جسمانی کو کسینے صورت خیالی کو دونون برابر ہین - بھلا اگر خدا کی ذات مین تثلیث جائز ہی تو تربیع اور تخمیس اور تسدیس وغیرہ کیون ممنوع ہین اور اگر خدا مسیح کی عبودیت مین اپنی الوہیت ملا سکتا ہی - تو رامچندر اور کرشن اور گنیش اور مہادیو وغیرہ کے اجسام مین کیون بطور اوتار کے نہین آسکتا - عیسائی جب مسیح مین الوہیت اور عبودیت دونون مانتے ہین - تو اونکے پاس کوئی دلیل نہین جسکی رو سے ہندون کے اوتارون کو ناجائز بتلا سکین کیونکہ جو خدا ایک دفعہ جسم مین آیا اوسکو چند دفعہ آتے کون مانع ہی دس بیس تو ہزار دفعہ اوتار ہونا بھی ممکن ہی - اگر عیسائی اسکا جواب یہ دین کہ ہماری الہامی

۳

کتاب سے یہ بات ثابت ہی اسلئے اسپر بلادلیل ایمان لاتے ہین - تو ہم کہتے ہین کہ اول تو اون کتابون کا الہامی ہونا ثابت نہین - بالفرض اگر الہامی مانی جاوین تو اونمین تغیر و تبدل و تحریف اسقدر ہو گئی کہ قابل اعتبار کے نہین رہین - علاوہ برین اگر صرف اپنے مذہب کی کتاب پر ایمان لانے سے بلادلیل عقلی اس مسئلہ کو سچا قبول کرنا لازم ہی تو پھر دوسرے مذہبون سے کیا اعتراض ہی - ہندو بھی اپنے بید اور شاستر سے اوتارون کا ہونا ثابت کر سکتے ہین اور اپنی کتابون کو آسمانی اور الہامی کہتے ہین - عیسائیون کے نزدیک بیبل کی رو سے ثابت ہی کہ خدا کو کبھی کسینے نہین دیکھا اور نہ اوسکو کوئی دیکھ سکتا ہی تعجب ہی کہ پھر مسیح کو خدا کہتے ہین جسکو ہزارون لاکھون آدمیون نے دیکھا اور سب انسانی خواہشین جیسے کھانا پینا سونا جاگنا بول براز اور اضطراب لاچاری رکھتے تھے - اور روح القدس کو کبوتر اور شعلون کی شکل مین لوگون نے دیکھا - وہ بھی خدا نہین - عیسائی مذہب کی رو سے خدا تعالی علاوہ صورت انسانی کے پرندون اور آگ اور دیگر اشیا کی صورتمین بھی مجسم ہوتا رہا ہی - اس صورتمین ہندوؤن پر طعن اونکا بیجا ہی - جو الاکھی کے شعلون اور گائے اور گرڑ کی صورت مین آنا بھی سہل ہی - علاوہ برین خدا کی ذات مین کئی طرح کے عیب لکھدیے ہین جنسے اوسکی ذات بالکل پاک ہی - توریت مین لکھا ہی کہ خدا تعالی ساری رات یعقوب سے کشتی لڑتا رہا مگر یعقوب اوس سے نگر سکا جب صبح قریب ہوئی خدا نے یعقوب کے ٹخنہ کی نس چڑھا کے اوسکو گرا دیا اور آپ چلا گیا - دیکھو وہ عجب خدا ہی جو اپنے بندہ سے کشتی لڑتا رہا اور ساری رات مین اوسکو گرا نسکا فجر ہوتے مارے شرم کے جب اور جھہ

[interlinear note: پیدائش باب ۳۲ - آیت ۲۴]

مین آئی تو غریب بندہ کی نس چڑھا کے اوسکو گرا دیا اور آپ بھاگ گیا۔ سبحان اللہ آنا اور جانا اور کشتی لڑنا اور بندہ کو گرا نسکنا آخر کار فریب کرنا یہ سب باتین خدا کی شانکے لائق ہین ایک جگہہ بیبل مین لکھا ہی کہ خدا جہان کو پیدا کر کے پشیمان ہوا۔ واہ خدا یہلے عالم الغیب نہین تھا اور اوسکو انجام کی خبر نہ تھی کہ ایسے جہان کو پیدا کر کے پشیمان ہوا۔ اور کیا پشیمانی خدا کی ذات مین آسکتی ہی۔ اب مین اسیقدر پر کفایت کرتا ہون۔ میری زبان سے خدا کی شان مین ایسے ایسے کلمات بے ادبانہ نہ نکلین ورنہ بیبل مین تو ہزارہا ایسی ایسی باتین لکھی مین جو چاہے پڑھ کے دیکھ لے پھر اگر وہ خدا خدائی کے لائق ہووے تو اوسکو مانے۔

دوسرا انجات کا طریقہ

اس مین عیسائیون کا عقیدہ اسطرح ہی۔ کہ جب انسان خطا اور گناہ بہت کرنے لگے تو باپ نے چاہا کہ جہان کو فنا کر دے بیٹے نے صلاح دی کہ فنا مت کر مین جا کر انکے گناہون کے عوض کفارہ ہوتا ہون میرے خون کے عوض انکو معاف کر تب مسیح جو دوسرا ٹکڑا خدا کا تھا مریم کے پیٹ مین آکر بطور معلوم پیدا ہوا۔ تیس سال کی عمر مین اونسنے یحیی نبی سے اصطباغ (یعنی بعت) پایا۔ اوسکے سر پر روح قدس (یعنے تیسرا ٹکڑا خدا کا) کبوتر کی شکل اوترا۔ جب یحیی قید بادشاہ مین مر گئے تب مسیح نے وعظ و نصیحت شروع کی۔ بعد چند سال کے ایک رات پہاڑ پر جا کے موت سے بچنے کی دعا مانگی۔ صبح کو یہودیون نے معرفت یہودا حواری (یعنے شاگرد مسیح) کے گرفتار کر کے قید کیا۔ پھر بادشاہ کے حکم سے اوسکو صلیب پر چڑھایا۔ وہین چلا چلا کے مر گیا۔ چونکہ سب کے گناہ اوسنے اوٹھا لیے تھے اسواسطے تین دن رات ہاویہ اور دوزخ مین سزا پائی پھر نکل آیا۔ اور تیسرے دن قبر سے اوٹھکر چند آدمیون کو نظر آکے آسمان پر چڑہ گیا

ابتک خدا کے داہنے بازو پر بیٹھا ہی پھر ایک دفعہ جہان مین اوتر کر سب کو تعلیم دیویگا اور زمانہ کا نام صالح موعود ہوگا - اب جو کوئی اوسکے خون پر ایمان لاوے اوسکو نجات ہی - سوائے اسکے کوئی انسان اور کسی طریقہ سے نجات نہین پا سکتا کیونکہ سب کے سب گنہگار ہین ایک بھی پاک صاف نہین اور عبادت یا نیکی کے ذریعہ سے بھی کسیکی نجات نہین -

پادریون نے اس عقیدہ کے پختہ کرنے کو ایک دلیل بنائی ہی جسکو اپنے زعم مین سب دلائل سے قوی سمجھتے ہین - وہ یہ ہی - کہ خدا تعالی رحیم بھی ہی اور عادل بھی ہی - اگر صرف رحمت سے سب کے گناہ بخشدے تو عدل اوسکا پورا نہین ہوتا - اور اگر عدل کر کے گناہون کی سزا دیوے تو کوئی بیگناہ نہین سب کے سب جہنم مین جاوین - اسواسطے اوسنے رحمت سے اپنے بیٹے کو بھیجدیا کہ وہ کفارہ ہووے - اور اوسکے بیٹے نے سبکے گناہ اپنے سر پر اوٹھالیے - تب خدا نے تین دن رات اوسکو ہاویہ دوزخ مین سزا دیدی اسواسطے عدل بھی پورا ہوگیا - پادریون نے تو اس دلیل سے رحم اور عدل دونون قائم کئے - جب دانا آدمی غور کر کے دیکھے تو نہ رحم رہا نہ عدل بلکہ اس تدبیر مین سراسر ظلم و بے انصافی ہوئی - کیونکہ بموجب اونہین کے عقیدہ کے مسیح نے ساری عمر کوئی گناہ نہین کیا - پس ہزارہا گنہگارون کے عوض مین ایک بے گناہ کو سزا دینا عین ظلم ہی - اگر زید چوری اور خون اور زنا کرے اور حاکم وقت اوسکے بدلے مسمی عمرو کو جسنے ساری عمر کوئی گناہ نہین کیا پھانسی دیدے تو اوس حاکم کو عادل نہین کہا جاویگا بلکہ سخت ظالم اور جاہل کہا جاویگا پادری لوگ یہ توجیہ لاتے ہین کہ مسیح سبکا ضامن ہوگیا ضامن سے مواخذہ کرنا اور اوسکو سزا دینا جائز ہی - غور کرنے سے یہ تجویز بالکل لغو معلوم ہوتی ہی - کیونکہ جب اونکے اعتقاد مین مسیح

اور خدا ایک ہین تو اپنی ضمانت آپ لینا محض فضول ہی - اور بموجب رسم جہان کے ضامن
دو طرح کے ہوتے ہین ایک مال ضامن - دوسرا حاضری ضامن - مال ضامن سے اگر اصل مدیون
نادار اور لاچار ہو جاوے تو قرضہ مدیون کا معاملات داد و ستد مین لیا جاتا ہی - تاکہ پھر اصل مدیون
سے اوسکو دلایا جاوے - اور حاضری ضامن صرف مجرم کو حاضر کر دینے کا ذمہ دار ہوتا ہی - جرائم
اور جنایات مین اصل مجرم کی سزا ضامن کو نہین ہو سکتی اگر اصل مجرم ضامن کی غفلت یا اوسکے
فریب سے بھاگ جاوی تب ضامن کو اوس غفلت یا فریب یا خلاف وعدگی کی سزا ملتی ہی -
علاوہ برین دونون قسم ضمانت کا مدار اس بات پر ہی کہ جب اصل مدیون یا مجرم روپوش ہو جاوے
تو اوس سے مواخذہ کیا جاوے - خداوند تعالی سے نہ کوئی بھاگ سکتا ہی نہ کوئی روپوش ہو سکتا
ہی - اوسکو ضامنی کی ضرورت نہین - ضامن اوسکو نہین کہتے کہ کسی چور یا خونی کو سزا ملنے
کے وقت یہ کہے کہ اسکی عوض سزا مجھے مل جاوے - ایسا آدمی مفسد اور خلل انداز عدالت کا
گنا جاتا ہی - اور جو حاکم العوض مجرم کے اوسکو سزا دیوے وہ طریقہ عدالت سے جاہل اور
ظالم ہوتا ہی - کیونکہ جرائم مین مجرم کو سزا اس واسطے دیجاتی ہی کہ وہ اپنے کردار بد کا کیفر اور بدلا
پاوے تاکہ اوسکو نصیحت اور دوسرون کو عبرت حاصل ہووے - جب اصل مجرم کو چھوڑ کر دوسرے
کو سزا دیجاوے تو سزا سے کچھ فائدہ نہین نکلتا بلکہ ایسے قاعدہ سے چور اور زانی اور خونی کو دلیر
کرنا ہوتا ہی - بھلا جب اونکے لوگون کو یقین ہو گیا کہ ہمارے جرائم کی سزا دوسرے کو ملیگی ہم الگ
رہین گے تو اونکو کیا خوف رہیگا اور دوسرے لوگون کو کیا عبرت ہوگی - اور بموجب عقیدہ
عیسائی کے جب لوگون نے یہ خیال کیا کہ کوئی انسان گناہ سے بچ نہین سکتا اور سب گنہگار ہین

کی سزا مسیح کو مل چکی ہو تو کیسے دل سے گناہ کرینگے - پس سزا کا ٹھیرانا ایک لڑکوں کا کھیل
ہوا عدل کی جگہ ظلم اور رحم کی جگہ قہر ہوگیا - پھر دیکھو بیبل میں لکھا ہی کہ ایک گناہ کی سزا
ابد تک کا جہنم ہی - مسیح نے سارے جہان کے لاکھوں کروڑوں بلکہ بیشمار گناہ اوٹھائے
تو اوسکو صرف تین دن رات ہاویہ دوزخ میں بھیجکر خدا نے نکال لیا - حساب کی رو سے اوسکے بیشمار
گناہوں کی سزا ابدی جہنم سے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے تھی - اسمیں خدا کی بے انصافی اور
اپنے بیٹے کی طرفداری پائی جاتی ہی کہ اور لوگوں کے واسطے ایک گناہ کی سزا ابد تک کا جہنم
ٹھیرایا اور اپنے بیٹے کو بیشمار گناہوں کے عوض صرف تین دن رات دوزخ میں رکھکر نکال لیا
اور اپنے داہنے بازو پر بٹھلا لیا - سبحان اللہ خدا کا انصاف ایسا ہی چاہیے جسمیں طرفداری اور
ظلم ہو ایسا ظالم خدائی کے لائق نہیں ہو سکتا - اور نہ یہ کہ مسیح کو ایک سزا معین اور محدود
اپنے عہد میں مل چکی - حالانکہ جب تک جہان قائم رہیگا لوگوں سے گناہ ہوتے رہینگے -
جس چیز کا ابھی وجود بھی نہیں تھا اوسکی سزا پہلے ہی کسطرح محدود ہوگئی -
مکاشفات یوحنا باب میں لکھا ہی کہ قیامت کو جب مردے اوٹھینگے اعمال کی کتابیں کھولی
جاوینگی اور حساب کتاب ہوکر سب کو سزا ملیگی - یہ عجب انصاف ہی کہ اور لوگوں کے گناہ
شمار ہوکر پیچھے سے سزا ملے گی اور مسیح کے خون پر ایمان لانیوالوں کے گناہ بغیر حساب اور شمار
کے بلکہ بدون وجود میں آئے پہلے ہی معاف ہوگئے جن لوگوں کے گناہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے
وہ مسیح نے کسطرح اوٹھالیے - اور اونکی سزا خدا تعالی نے پہلے ہی کسطرح دیدی -
پھر جس حالت میں باپ بیٹا روح القدس تینوں ایک خدا ہیں تو جسد تین دن رات

ہادیہ دوزخ مین گناہون کی سزا پاتا رہا اور عذاب مین مبتلا رہا تو باپ اور روح القدس بھی اوسکے ساتھ مبتلائے عذاب رہے ہونگے اس صورت مین تین دن رات جہان کی خدائی کون کرتا رہا ہوگا۔ چاہیے تھا کہ جہان کا انتظام بگڑ جاتا۔ اور تین دن رات مین اندھیر پڑجاتا۔

اگر کہا جاوے کہ صرف عبودیت مسیح کی جہنم مین گئی الوہیت نہین گئی۔ تو پھر مسیح کی کیا خصوصیت ہی۔ اسیطرح خدای تعالی گناہون کے عوض مین ایک شخص کو تھوڑی تھوڑی سزا دیکر جہنم سے نکال سکتا ہی جسمین عدل بھی پورا ہو جائے۔ اور رحم بھی ہو سکے اور کسی طرحکا ظلم بھی عاید نہو۔ ایک گناہ کی سزا ابد تک کا جہنم جو بیبل مین لکھا ہی وہ مسیح کے تین دن رات دوزخ مین رہنے سے جھوٹا ہو گیا۔ اسیطرح اورون کی نسبت اوسکو جھوٹی تہدید کہہ سکتے ہین۔

مگر افسوس کہ خدا اپنے کلام مین کہے کچھہ اور عمل کچھہ کرے۔ عیسائی کہتے ہین کہ گناہون کا شفیع یا کفارہ انسان نہین ہو سکتا کیونکہ وہ پاک نہین۔ ہم پوچھتے ہین کہ مسیح کی الوہیت کفارہ ہو کے جہنم مین گئی یا عبودیت اگر الوہیت کہین تو وہ صلیب پر لٹکنے اور مرنے اور دوزخ کا عذاب پانے سے پاک ہی۔ اور اگر عبودیت کہین تو پھر مسیح کی کیا خصوصیت ہی۔ دوسرے انبیا اور صلحا مین بھی ویسی عبودیت موجود ہی سب شفیع ہو سکتے ہین۔ یہی اعتراض بعینہ ضمانت پر وارد ہو سکتا ہی کہ اگر الوہیت ضامن تھی تو خدا کو اپنی ضمانت کی کیا ضرورت تھی۔ اگر بالفرض تھی تو بدون مسیح کے خود سب کا ضامن ہو سکتا تھا اور اگر عبودیت ضامن تھی تو اور انبیا اور اولیا بھی ضامن ہو سکتے ہین۔ اگر الوہیت اور عبودیت دونون کو کہین تو خود خدا اپنی الوہیت اور کسی نبی کی عبودیت سے وہی کام لے سکتا ہی۔ اور عبودیت و الوہیت کا ملنا محال ہی کہ

اور دونون کا بالاشتمال دوزخ مین جانا اور سزا پانا محال در محال اور محض خیال۔

عیسائی کہتے ہین کہ انسان مین دو طرح کے گناہ ہوتے ہین ایک فطرتی اور پیدائشی یعنی آدم جو عدن مین بیفرمانی کرکے گناہگار ہوا اوسکے گناہ کا اثر اوسکی اولاد مین چلا آتا ہی اوس گناہ سے کوئی انسان خالی نہین۔ دوسرا گناہ کسبی جو انسان خود کرتے ہین۔ یہ گناہ جسقدر کرین اوسیقدر کے ذمہ دار ہین پادریون کی غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ آدم کے گناہ سے سب انبیا اور اولیا کو بالکل گنہگار ٹھیراوین اور مسیح کو کسیطرح بچاوین۔ سو انھون نے اس دلیل سے سب کو گنہگار ٹھیراکے مسیح کو اس عذر سے پاک خیال کیا کہ وہ انسان کے نطفہ سے نہین بلکہ روح القدس کے ذریعہ سے مریم کے پیٹ مین حمل بن کے رہگیا۔
متی باب ۱ آیت ۱۰

یہ خیال پادریون کا محض وہم ہی۔ کیونکہ جو گناہ آدم نے کیا اصل مین بانی اوسکی حوا تھی اوسنے آدم کو بھی اوسمین شریک بنایا اس صورت مین عورت مرد کی نسبت زیادہ تر گنہگار ٹھیری۔ اور مریم جو آدم اور حوا سے لیکر اپنے مان باپ کے عہد تک نطفہ بنطفہ چلی آئین وہ بھی گنہگار تھین۔ اگرچہ مسیح مین مرد کے نطفہ کا اشتمال نہین ہوا۔ لیکن مریم کا نطفہ اور اوسکے حیض کا خون جو حالت جنین مین اوسکی غذا رہا بہرحال اوسکے جسم مین شامل تھا۔ پس وہ بھی دوسرے آدمیون کی طرح اوس فطرتی گناہ سے بری نہین ہوسکتا۔
اسکا جواب اور کچھ پادریون سے بن نہین آتا۔ اگر الوہیت اور عبودیت کے اشتمال سے اسکو پاک بناوین تو اوسکے بابت پہلے جواب ہو چکا ہی۔ اور آدم کے گناہ کا اوسکی سب اولاد مین پشت بہ پشت چلے آنا ظاہرا درست نہین علوم ہوتا۔ کیونکہ فرمانبرداری اور بیفرمانی

اور گناہ اور ثواب عارضی صفات ہین ذات انسان اور اوسکی فطرت سے انکا کچھ تعلق نہین
اب جہان مین ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ باپ زانی اور چور اور بدکار ہوتا ہے تو اوسکا بیٹا پرہیزگار
اور نیک کردار ہو جاتا ہے۔ اور باپ نیک اعمال ہو تو بیٹا بدکردار اور خراب ہو جاتا ہے جو عادات
باپ مین ہوتی ہین وہ اکثر بیٹے مین نہین ہوتین۔ اور جو بیٹے مین ہوتی ہین وہ باپ مین اکثر
نہین ہوا کرتین۔ اگر نیکی بدی گناہ ثواب فطرتی ہوتے اور پشت بپشت رہنا اونکا لازم
ہوتا تو سب کے سب انسان ابتداے پیدائش جہان سے ابتک ایک ہی قسم کے ہوتے
چلے آتے ایک دوسرے مین نیک و بد کی تمیز نہوتی۔ بیبل مین لکھا ہے کہ۔ ایک کا بوجہ
دوسرا نہین اوٹھا سکتا اور ایک کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہین مل سکتی۔ تعجب ہے کہ بیبل
کو خدا کا کلام کہتے ہین اور پھر اوسکے برخلاف لوگون کے گناہ مسیح کے سر پر رکھتے ہین۔
جب خدا نے خود فرمادیا کہ ایک کا بوجہ دوسرا نہین اوٹھا سکتا تو پھر یہی خدا اورون کے بدلے مسیح
کو کسطرح سزا دے سکتا ہے۔ اگر لوگون کے بدلے مسیح کو سزا دینا اوسے منظور ہوتا تو اپنے کلام مین
ایسا نفرماتا بلکہ یہ کہتا کہ سبکا بوجہ ایک شخص اوٹھا سکتا ہے۔ تاکہ قول اور فعل اوسکے دونون مطابق
ہوتے۔ پھر دیکھیے کہ اگر مسیح کفارہ ہونیکو آیا تھا۔ تو اوسنے جہان مین آکر وعظ اور منادی کرنا
اور مذہب پھیلانا کیون شروع کیا۔ لازم تھا کہ صرف یہی ایک مسئلہ ضروری بیان کرتا۔ کہ مین تمہارے
گناہون کے عوض صلیب پر چڑہنے آیا ہون جو کوئی میرے خون پر ایمان لاویگا نجات پاویگا
پر افسوس کہ ایسا ضروری مسئلہ صاف صاف عمر بھر مین ایکبار بھی بیان نہ کیا۔
پادری لوگ اشارون اور کنایون سے اور حواریون کی عبارات سے نکالتے ہین۔ اگر وہ مرنے کو

آیا تھا تو پہاڑ پر جاکر دعا کیون مانگی کہ خداوندا مجھسے یہ پیالہ ٹلجا سکے تو ہٹا - اور مرنے کے وقت
کیون چلایا کہ خدایا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا - اور انجیل مین لکھا ہی کہ یہودا حواری نے جو
مسیح کے ساتھ رہتا تھا مسیح کو پکڑوایا - اور بعوض گرفتار کرانیکے تیس روپیہ یہودیون سے لیے
اور اون روپیون کی عوض ایک کھیت خریدا جب کھیت مین گیا تو مونہہ کے بل گر پڑا اور اوسکا
پیٹ پھٹ گیا پیٹ کی انتڑیان نکل پڑین اور مر گیا - اوسکو لکھا ہی کہ مردود ہو گیا اور
خدا نے گرفتار کرانے کی اوسے سزا دی - بھلا جب مسیح خود فدیہ ہونیکا ارادہ کرکے دنیا مین آئے
اور انکا اور اونکے باپ نے خدا کا یہ ارادہ تھا کہ اوسکو صلیب پر کھینچکے مارا جاوے تاکہ
انسان کی نجات ہووے - اس صورت مین یہودا گویا انسان کی نجات مین ساعی اور
معاون ہوا جب یہ تھا کہ خداوند اور مسیح اوسپر مہربان اور راضی ہوتے کیونکہ اوسنے اونکے
ارادے کو پورا کیا اور خدا کے رحم کو جلدی ظاہر کر دیا - نہ کہ برخلاف اسکے سزا دیتے -
حواریون نے اوسکا نام بارہ شاگردون مین سے خارج کرکے اور شخص کو اوسکی جگہ شامل کیا
افسوس کہ اپنی نجات کے باعث کو کافر اور مردود ٹھہراتے ہین - اور اب آپ عیسائی لوگ
ہمیشہ عشائے ربانی کرتے ہین - اوسمین روٹی کو مسیح کا گوشت اور شراب کو مسیح کا خون
خیال کرکے کھاتے اور پیتے ہین - اور مسیح کی یادگاری کا نشان سمجھتے ہین -
واہ کیا عجب نشان یادگاری کا ہی کہ جسکو خدا اور نجات کا وسیلہ سمجھتے ہین اوسکا خون
پیتے اور اوسکا گوشت کھاتے ہین عیسائی لوگون کو یہ خیال نہین آتا کہ جب خدا اپنے پیارے
کو دوزخ مین ڈالکر بندونکو نجات دیتا ہی - تو اوسمین صرف رحم اوسکا پایا جاتا ہی عدل تو ہرگز نہ

نہین ہوتا پہر کیا ضرورت ہی کہ اسقدر بکھیڑے کرکے تین خدا ٹہیراوین - عام طور پر کہہ سکتے ہین کہ خداوند رحیم اپنے رحم سے سب بندون کو بخشیگا - جب مسیح بیگناہ کو بغیر خدا کے انصاف نہین ہوتا اگر صرف اپنے رحم سے بخشدیگا تو کیون نہ انصاف ہو جاویگا اور جب مسیح کی ضمانت پر بخش سکتا ہی تو اور انبیا اور اولیا کی شفاعت سے کیون نہین بخش سکتا الوہیت یا عبودیت کے کفارہ اور شفیع ہونیکا پہلے جواب ہو چکا ہی - باقی جو جو معجزات وغیرہ مسیح مین تہے اور انبیا مین بہی ہو چکے ہین - اگر کہین کہ مسیح بے گناہ اور پاک تہے تو ہم کہتے ہین کہ سب انبیا بیگناہ اور پاک تہے - اگر کوئی بات جو ظاہر بری معلوم ہوتی ہو اونہون نے خدا کے حکم سے کی تو وہ گناہ نہین - اور اگر سہو سے کوئی چہوٹی خطا اون سے ہوئی اور خدا تعالے نے معاف کر دی تب بہی وہ لوگ پاک ہو گئے - ورنہ اگر آدم کا گناہ سب کے جسم مین چلا آتا ہی تو اوس سے مسیح بہی پاک نہین اونکا جسم بہی انسانی تہا - علاوہ برین والدین کی اطاعت اور تعظیم کا ایک حکم دس حکمون سے توریت کے موجود ہی - بلکہ مسیح نے خود فرمایا (اپنے باپ اور مان کی عزت کر) پہر مسیح نے ایک روز اپنی مان کو جہڑک کے کہا کہ چلی جا ای عورت مین نہین

متی باب ۱۹ آیت ۱۵ — یوحنا باب ۲ آیت ۴

جانتا تو کون ہی - یہ ایک خطا ہر خطا کی برابر ہی اور کلام آلہی کے برخلاف - اور شراب جو اول سے حرام تہی اور اب بہی دانا آدمی اوسکو پلید اور بُری بتلاتے ہین - مسیح نے معجزہ سے مٹکون کے مٹکے بنا بنا کے لوگون کو پلائے - اور زانیہ عورت کو بغیر سزا دیے چہوڑ دیا

یوحنا باب ۲ آیت ۸

اور پلیدی و پاکی کا کچھ خیال نکرتے تہے - یہ سب امور توریت کے برخلاف ہین -

جو بات احکام آلہی کے خلاف ہو اوسی کو گناہ کہا جاتا ہی - اگر کہا جاوے کہ اوسکو خدا نے

اختیار دیدیا تھا اسواسطے وہ مختار تھا جو کچھ چاہا کیا - تو ہم کہتے ہین کہ اور انبیا کو بھی اسیطرح خدا اختیار دیتا تھا تو وہ جو کوئی کام کرتے تھے اونکے کام کو بھی گناہ کہنا گناہ ہی -

غرض کہ مسیح مین کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اونکو خدا کہہ سکین یا کفارہ ہونا اونھین پر منحصر ہو جسطرح اور مذاہب مین لوگ اپنے بزرگون کو مبالغہ کرتے کرتے اوتار اور خدا کہنے لگے تھے - اسیطرح عیسائی لوگون نے بہلے مبالغہ کرکے مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا اور گناہون کا کفارہ ٹھیرا دیا - اب بس ماندون کے گلے پڑا ڈھول بجانا پڑا - دانا آدمیون کو کیا ضرورت ہی کہ اونکے ناقص عقیدہ کے پیرو ہوکے گمراہ ہووین - مسیح کا کفارہ ہونا اور لوگون کی عوض گناہون کی سزا پانا اور اوسکے خون سے سب کی نجات کا ہونا ایک خیالی پلاؤ ہی جو لوگ نجات کے بھوکے ہین اونکا پیٹ اس سے ہرگز سیر نہین ہو سکتا - اور جو اشتہائے کاذب رکھتے ہین وہ ایسے ایسے خیالات سے سیر اور دلیر ہوجاتے ہین -

تیسرا اونکی بدی پہچان کے بدی سے بچنا نیکی کرنا

اس معاملہ مین اگر مذہب عیسائی کے اصول دیکھے جاوین تو سب نبیون کے مذاہب اور بیبل کی ساری کتابین ردی اور فضول علوم ہوتی ہین کیونکہ عیسائی مذہب مین عام قاعدہ لکھا ہی کہ کوئی انسان خواہ نبی ہو خواہ ولی گناہ سے پاک نہین اور کوئی نیکی نہین کر سکتا - نہ نیکی کے عوض نجات پا سکتا ہی - صرف مسیح کے خون سے نجات ہی - ہم کہتے ہین کہ اگر کوئی گناہ سے بچ نہین سکتا نہ نیکی کر سکتا ہی اور نہ نیکی سے نجات ہی تو ساری بیبل جسکو تم خدا کا کلام کہتے ہو فضول ہی - اوسمین خدا ہی تعالی نے نیکی بدی گناہ ثواب کسواسطے بتلائے - احکام اوسنے

کیون نازل کیے - شریعت کسواسطے بھیجی صرف یہی ایک مسئلہ سب انبیا کی معرفت بیان
کرتا کہ تم سب کے سب گنہگار ہو اور کسیطرح تمھاری نجات نہین - میرا بیٹا اگر مریگا اوسکے
خون پر ایمان لاؤگے تو نجات ہوگی - تعجب ہے کہ ایسا بڑا مسئلہ جسپر سارے جہان کی نجات
کا مدار ہے خدا نے ساری بیبل مین کہین بھی صاف صاف نہ بتلایا - برخلاف اسکے اور اور
احکام اور نیکی بدی کی تشریح اور گناہون سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی ہدایت کی -
پادریون کے بیان اور پولوس کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ احکام شرعی اور نیکی بدی کا بیان
صرف انسان کے امتحان کو لکھا ہے یعنی جب انسان پہچانے کہ مین گنہگار ہون اور مجھسے
نیکی نہین ہوسکتی تو طریقہ نجات پر جو کفارہ ہے ایمان لاوے - سو کفارہ کا طریقہ پہلے باطل
ہوچکا اوس سے خدا کا عدل اور رحم نہین رہتا - علاوہ برین اگر خدا کو یہی بات منظور ہوتی
تو سب انبیا کی معرفت اسیقدر بیان کرتا - احکام کی تشریح کیا ضرور تھی - حالانکہ ساری
بیبل مین صاف صاف اس مسئلہ کا کہین بیان نہین - بلکہ خدا کے اسقدر طویل احکام اور انبیا
کی محنت سبکی سب باطل ٹھیرتی ہے - اور خدا کی نسبت دھوکا دینے کا احتمال ہوتا ہے کہ اصلی
مسئلہ کو چھوڑ کر اور اور بکھیڑے بتلاتا رہا - اس مسئلہ نے عیسائیون کو دلیر کردیا - وہ سب
سمجھتے ہین کہ انبیا گناہون سے نہین بچ سکتے تو ہم کیون بچین اسواسطے مذہب نصاری
مین نیکی بدی گناہ ثواب کی تمیز جاتی رہی - جو کچھ کسیکا دل چاہے کرتا ہے - پس مذہب کا
عدم وجود اور بیبل کا زیان وسود سب برابر ہے - نزول احکام اور وعظ ومنادی عام سب
لغو ہے - دیکھو سؤر اور شراب کل توریت اور اوسکے ساتھ کے صحیفون مین جو عہد قدیم کہلاتے

ہین برابر حرام چلے آئے ہین اور عقلاً و نقلاً سب مذاہب مین شراب کو برا کہتے ہین چنانچہ اب
پادری لوگ اور دوسرے عیسائی ابھی شراب کو برا کہنے لگے ہین - پیروان انجیل و مقتدیان
پولوس نے اونکو حلال بیان کیا یہانتک کہ تمام ملک یورپ مین کوئی گھر ہوگا جسمین شراب
کے گودام اور گوشت سور کے ڈھیر نہ رہتے ہون - توریت مین اخیر پر ایک نبی کے
صحیفہ مین لکھا ہی کہ ایک ایسی خبیث قوم پیدا ہوگی کہ سور کا شوربا اونکی رکابیون مین اور
شراب اونکے پیالون مین رہا کرے گی اب دیکھیے کہ اس زمانے مین یہ پیشین گوئی کس قوم
پر سچی ہوئی ہی اور خبیث قوم کونسی ٹھیری ہی - اگر کوئی کہے کہ مسیح اور حواریون کے عہد مین
یہ چیزین حلال ہو چکی ہین - تو ہم کہتے ہین کہ مسیح نے صاف صاف ایسے معاملات مین
احکام نہین بتلائے - اور حواریون کو اونکے کلام کے سمجھنے کا شعور نہین تھا - اسواسطے
مذہب عیسائی مین مسیح کے وقت سے غلطیان پڑنی شروع ہوئی ہین - عیسائی
تواریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حواری بہت سیدھے اور بیوقوف تھے جب اونھون نے
مسیح سے سنا کہ آسمانی بادشاہت آنیوالی ہی - تو یہ سمجھا کہ شاید مسیح بنی اسرائیل کا
بادشاہ ہوجاویگا اور ہم اوسکے وزیر امیر مقرر ہوجاوینگے مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے
بلکہ آسمان پر چلے جانے تک اونکو یہی خیال رہا - پھر قیامت کے بابت مسیح نے کہا تھا
کہ تم مین سے بعضے زندہ ہونگے جب وہ وقت آجاویگا - اسپر سب حواری اپنی عمر بھر قیامت
کے منتظر رہے - بلکہ لکھا ہی کہ جب تک ایک حواری زندہ رہا تب تک اون لوگون کو یہی امید
رہی کہ اوسکے جیتے جی قیامت آویگی اسیطرح دوسری باتون کا حال ہی کہ مسیح کچھ کہتے

رہے وہ کچھ نہ سمجھتے رہے ۔ بعد اوسکے پولوس جو ایک یہودی تھا اور مسیح کی عمر بھر اونکا
دشمن رہا تھا جب اوسنے دیکھا کہ مذہب عیسائی پھیلنے لگا تب اوسنے فریب سے اپنے آپ کو
عیسائی بنایا اور کہا کہ راستہ چلتے مجھے مسیح نظر آیا اور مجھکو ہدایت کی ہی ۔ حواریون نے
اوسے اپنے فرقہ مین داخل کر لیا پھر تو وہ بڑا مجتہد مشہور ہوا اور جو جو دل چاہا لوگون کو
احکام بتلاتا رہا ۔ مسیح نے خود انجیل مین کہا تھا کہ مین اسرائیل کے گھر کی کھوئی
متی باب ۱۵ ۔ آیت ۲۴
بھیڑون کے سوا کسی کے پاس نہین بھیجا گیا ۔ یعنی صرف بنی اسرائیل کا نبی ہون
بلکہ انجیل مین لکھا ہی کہ کنعانی عورت جسکی لڑکی دیوانی تھی مسیح کے پاس آکے ملتجی
کی ہوئی تو مسیح نے کہا کہ لڑکون کی روٹی مین کتون کو نہین دیتا ۔ یعنی یہ صحت اور مذہب
متی باب ۱۵ ۔ آیت ۲۶
خاص بنی اسرائیل کے واسطے ہی کنعانی وغیرہ اقوام کے واسطے نہین ہی پھر پولوس نے سب
حواریون کو اسبات کی ترغیب دی کہ سب قومون کو عیسائی بناوین ۔ اسیطرح یعقوب
حواری لکھتا ہی کہ ایمان بغیر عمل کے ایسا ہی جیسا جسم بغیر جان کے ۔ برخلاف اسکے
پولوس لکھتا ہی کہ ایمان چاہیے عمل کی کچھ ضرورت نہین ۔ اگر عمل کرنا ہوتا تو عہد عتیق
یعنی توریت کافی تھا عہد جدید (یعنے انجیل) نہ آتا ۔ عہد جدید اسواسطے آیا ہی کہ شریعت
کی ملامت سے چھوڑا کر ہمکو ایمان سے نجات دیوے ۔ غرض اسیطرح پولوس نے سب مسائل
اجتہادی توریت کے برخلاف نکالے اور مشتہر کیے ۔ مسلمانون کی تواریخ مین لکھا ہی کہ
یہودیون کے بادشاہ نے ایک وزیر کو واسطے خراب کرنے مذہب عیسائی کے بھیجا تھا
اور وہ وزیر ظاہر مین عیسائی ہوکر سب لوگون کو اغوا کرتا رہا اور مختلف مضامین کے صحیفہ

سب کوڈے گیا جنکے سبب سے اوسکے مرنے کے پیچھے اختلاف پڑ گئے چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ
شخص جناب پولوس تھا اگرچہ اوسکا یہ توریت اور اقوال مسیح اور کلام حواریون کے برخلاف
اوسکے مسائل ہین پہلا جو مذہب ابتدا مین اسطرح خراب ہوا اور بانیان مذہب ہی نے
اپنے پیغمبر کے کلام کو نسمجھا اور مفسدون نے ملکر سازش اور بناوٹ اور جعل اوسمین پھیلانا
شروع کیا تو اوسکی صحت اور اصلیت اب اسقدر عرصے کے پیچھے کہان مل سکتی ہی۔
چونکہ تحریف اس مذہب مین قدیم سے جاری ہی اسواسطے اب بھی پادری لوگ بیبل
مین روز بروز تحریف کیے جاتے ہین ہمیشہ صحت تام رکھکر الفاظ بدلتے رہتے ہین۔ اور
جہان جہان سے مسلمان لوگ اشارات یا بشارات پیغمبر اسلام کے نکالتے ہین اونکو تو
ضرور ہی بدلتے ہین چند چھاپہ کی کتابین دیکھنے سے دانا آدمی معلوم کرسکتا ہی۔ اور تعجب
یہ ہی کہ مسلمانون سے پوچھتے ہین کہ تحریف کب ہوئی اور کسنے کی اور کسواسطے کی
ہم اوسکے جواب مین کہتے ہین کہ ہمیشہ سے ہوتی رہی ہی اور اب بھی ہر روز ہوتی ہی۔ اور ہمارے
بزرگون نے اور تمنے کی ہی۔ اور صرف عداوت اور عناد اور تعصب سے ہوتی ہی۔ چنانچہ آپ
گلستان اور بوستان اور کیمیا وغیرہ کتب مصنفہ اہل اسلام مین بھی تحریف کرکے محمد صاحب
کی نعت نکال دیتے ہو۔ جو امر ان کتابون کی تحریف کا باعث ہی وہی اپنے گھر کی کتابون
کی تحریف کا باعث ہی۔ جب تعصب اور عناد اسدرجہ تک پونہچا کہ غیر مذہب کی کتابین
جنکی لاکھون جلدین ملکون مین پھیلی ہین محرف ہوگئین تو اوسی تعصب اور عناد سے
گھر کی کتابین بگاڑنے کون مانع ہی۔ خدا تعالی نصیرائی لوگون کو سمجھ عطا کرے اسواسطے

اور اونکا تعصب اور عناد ظاہر کرنے کے لیے غیر مذہب کی کتابون مین اونکے ہاتھہ
سے تحریف کرانی شروع کرادی - جس سے علانیہ سب پر واضح ہوگیا کہ اسی عناد اور
تعصب سے ہمیشہ اسیطرح تحریف ہوتی رہی ہے - ابھی نو سال کا عرصہ ہوا ہی کہ ایک ایک
جلد بیبل کی سب پادریون کے پاس آئی تھی جسمین ایک ایک ورق لکھا ہوا - اور
ایک ایک سپید شامل تھا - اور سب کو یہ لکھا گیا تھا کہ جو جو الفاظ اور عبارات لائق
تصحیح اور تبدیل سمجھون اپنی اپنی رائے مین سب لکھہ بھیجین تا کہ بعد اسکے سب کی رائے
مطابق کر کے پھر ایک نسخہ صحیح چھاپہ جاوے - او مین سب پادریون نے اپنی اپنی رائے
لکھکر بھیجی تھی اوسکے مطابق تصحیح اور ترمیم بیبل کی ہوئی ہوگی اور ہمیشہ اسیطرح ہوتا ہی

تمت شد تمام

ثبوت وحدانیت ذات الٰہی از انجیل بقول عیسی علیہ السلام

نتیجہ طبع جناب مولوی مرزا فتح محمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالی

بعد حمد واحد حقیقی وخالق موجودات ونعت حضرت سرور کائنات ناظرین فن مناظرہ پر -
واضح ہو کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عیسائی لوگ طریق نجات اور ہمیشہ کی زندگی اعتقاد کفارہ اور تثلیث پر جانتے
ہین - او حضرت مسیح مدار نجات کا توحید الٰہی او اپنی رسالت پر فرماتے ہین - چنانچہ انجیل یوحنا باب ۱۷
آیت ۳ - مطبوعہ شہر لندن ۱۸۶۷ء مین ہی - کہ مسیح خدا سے دعا مانگ کر یون فرماتے ہین اور ہمیشہ
کی زندگی یہ ہی کہ وہی لوگ تجکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہی (یعنی رسول) جانین (؟)
اب صاف مسیح کے کلام کے یہ معنے ہین کہ لوگ خدا کو واحد حقیقی او مسیح کو اوسکا بھیجا ہوا جیسے عربی زبان

زبان مین رسول کہتے ہین۔ جانین پس مسیح نے توحید الٰہی اور رسالت عیسوی بروایت یوحنا کا نام ہمیشہ
کی زندگی رکھا ہی۔ تو مدار نجات کا بقول حضرت مسیح علیہ السلام کے توحید اور رسالت مسیحی پر ہوا نہ اعتقاد تثلیث
اور تین خدا یسوع علیحدہ یا خدا مجسم اعتقاد کرنے پر۔ اب بموجب قاعدہ معقول ہمیشہ کی زندگی کی ضد ہی
ہمیشہ کی موت۔ اور توحید حقیقی ضد ہی تثلیث حقیقی کی۔ اور مسیح کا بندہ ہونا ضد ہی خدا کی کیونکہ مسیح آیت
مذکورہ مین آپ نے اپنے کو بھیجا ہوا خدا کا کہتے ہین پس مغایرت درمیان بھیجنے والے اور بھیجے گئے کے ضرور ہی
تو مسیح کسی صورت بحکم آیت مذکور عین خدا نہین ہو سکتے۔ پس بموجب ارشاد مسیح ہمیشہ کی زندگی کا انحصار توحید
اور رسالت مسیح پر ہوا۔ تو اوسکی ضد جو انکے اعتقاد سے ہے یعنے توحید کی ضد تثلیث اور مسیح کی رسالت کی ضد مسیح کی
الوہیت اور اوسکی خدائی کے معتقد کو ہمیشہ کی زندگی کی ضد یعنے موت ہمیشہ کی اور گمراہی ظاہر حاصل ہوگی
پس تثلیث کے قائل اور مسیح کو خدا ماننے والے کو بحکم مسیح ہمیشہ کی موت یعنے عذاب ہی۔ اور یہی تعلیم قرآن مجید کی
ہی جو ارشاد مسیح سے ظاہر ہوئی ہمیشہ کی زندگی یعنی دولت ایمانی جو عبارت ہی توحید اور رسالت سے نہین مانی جاتی
مگر بفضل الٰہی اہل اسلام مین کیونکہ مجوس اور مشرکین ہند اور اہل چین نے نصیب ہین اس سے بباعث عدم اعتقاد
توحید اور رسالت کے۔ اور عیسائی لوگ بے بہرہ ہین بسبب عدم اعتقاد توحید کے۔ اور یہود محروم ہین بحکم عدم اعتقاد رسالت کے
پس یہ دولت نصیب ہوئی اہل اسلام کو بسبب تسلیم توحید الٰہی اور رسالت عیسوی کے۔ جسکو جناب مسیح نے ہمیشہ کی
زندگی فرمایا ہی۔ رہی یہ بات کہ بموجب قاعدہ مناظرہ کے جب مدعی اپنے دعوی کو کسی دلیل سے ثابت کرتا ہی
اور معترض اوسپر کچھہ اعتراض کردے تو جبتک مدعی اوس اعتراض کو دفع نکرلے۔ جیسا اوسکے دعوی کو
مجرد منع یا قدح سے کاذب نہین کہہ سکتے۔ اسی طرح بلا رفع منع کے صادق بھی نہین کہہ سکتے
تو اس صورت مین ہر چند ہمنے ایک دلیل نقلی منقولہ انجیل سے توحید کو ثابت اور تثلیث کو باطل اور

نجات کا دارومدار توحید پر ثابت کردیا لیکن ایک اعتراض کا جواب دینا ہمارے ذمہ ضروری ہے تاکہ کوئی
حالت منتظرہ نفس ثبوت دعوے میں باقی نرہے عیسائی لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس جگہ اگرچہ توحید
کی تعلیم ہے مگر اور بہت مقاموں پر عیسی نے اپنے تئیں خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہے سو اس اعتراض کے جواب
بیسیوں ہیں مگر ہم اختصار پر نظر کرکے چند جوابوں پر اکتفا کرتے ہیں اول ایک جگہہ آپ کو بندہ کہنا
اور دوسری جگہہ خدا یہ صریح اختلاف ہے اور اختلاف تمہارے نزدیک بھی کلام الہی میں جایز نہیں دوم
سیکڑوں جگہہ توریت وغیرہ صحائف میں رسولوں نے اپنے تئیں خدا اور خدا کا بیٹا کہا خصوصا یعقوب سلیمان
وغیرہ کو خدا کا اکلوتا بیٹا لکھا ہے ۸۲ زبور آیت ۶ وغیرہ مقاموں میں لکھا ہے کہ یعنے تو کہا تم سب خدا ہو اور خود
حضرت مسیح یوحنا کی انجیل باب ۱ آیت ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ جسنے اسے قبول کیا اوسنے وہین خدا کے فرزند ہونیکا
اختیار بخشا آیسن جو معنے ہوں سب آیتوں کے اون سب نبیوں کے اور مسیح کے کل ایمانداروں کے باب میں جو لفظ
لفظ خدا کا ہوا ہے وہی معنی مسیح کی نسبت بھی لیے جاسکتے ہیں اگر کہیں کہ جسمیں اگلے نبیوں کو خدا کہا مجاز ہے
اور مسیح کو حقیقت پر محمول کیا جاوے تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور اگر کہو کہ مسیح کہتا ہے کہ میں خدا
میں اور خدا ایک ہیں تو ایسا ہی مسیح نے شاگردوں کی نسبت بھی کہا ہے انجیل میں موجود ہے الغرض جو خصوصیت
یوحنا آیت ۲ باب ۱۷
مسیح کی الوہیت کی کوئی بیان کرے وہی ہم غیروں میں دکھلا سکتے ہیں اور یہ تو توریت اور انجیل کا صاف
محاورہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانے میں نبیوں اور بزرگوں کو خدا اور خدا کا بیٹا کہدیا کرتے تھے سوم
مسیح خود لفظ خدا کے معنے وہی بیان کرتے ہیں جو ہمنے کیے ہیں انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۱ تب یہودیوں نے
اوسپر پتھر اوٹھائے تاکہ اوسکو سنگسار کریں ۳۲ یسوع نے انکا جواب دیا کہ مینے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام
تمہیں دکھائے ہیں اون میں سے کس کام کے سبب تم مجھے سنگسار کرتے ہو ۳۳ یہودیوں نے اوسے جواب دیا کہ تمہیں اچھے کام